الحمد لله که رساله فیض مقاله مسالهٔ غناء و فساد و جالسه
وداد و اتحاد و زنگ اختلاف را صیقله مسمّی به

فیصلهٔ هفت مسئله

الحافظ الحاج الشاه محمد امداد الله

حسب فرمایش ذی القول الرشید والفعل السدید جناب مولوی محمد سعید
صاحب مہتمم مدرسہ صولتیہ واقع مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً

گذارش نیازمندانہ

اللہ کی عنایتون کا مین کس زبان سے شکر ادا کرون - کہ اوسنے مجھ جیسے رو سیاہ و ناکارہ کو اپنے فضل و کرم سے اس قابل کیا کہ مین اوسکے خاص اور مقبول بندون کی خدمات کو بجا لاؤن

میرے واسطے یہ امر نہایت ہی فخر و مباہات کا باعث ہے کہ میرے پیر و مرشد منبع الفیوض والبرکات حضرت حاجی امداد اللہ صاحب دامت برکاتہم نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ چھوٹا سا رسالہ "فیصلہ ہفت مسئلہ" جو اسوقت آپکے ہاتھ مین ہے چھپوا کر شائع کر دون - اس رسالے کی نسبت میرا یہ بیان کرنا شاید بیجا نہوگا کہ دریا کو کوزے مین بند کیا ہے جس محققانہ اور منصفانہ طور پر یہ فیصلہ لکھا گیا ناظرین خود ملاحظہ فرما لینگے بلکہ یہ رسالہ اس قابل ہے کہ تمام مدارس مین طلبہ کو پڑھایا جاوے - رسالہ ہذا بلا قیمت مفصلہ ذیل مقامات سے شائقین صرف آدھ آنہ کا ٹکٹ محصولڈاک کیلیے بھیجکر یا بیرنگ منگوا سکتے ہین

نمبر شمار	نام مقام	اسماے گرامی اون حضرات کے جن سے یہ رسالہ مل سکتا ہے
۱	گنگوہ ضلع سہارنپور	جناب مولٰنا مولوی رشید احمد صاحب
۲	دیوبند "	مہتمم مدرسہ عربی دیوبند
۳	کانپور	جناب مولٰنا مولوی محمد اشرف علی صاحب مدرس اول جامع العلوم و جناب مولٰنا مولوی احمد حسن صاحب مدرس اول فیض عام
۴	کمپ میرٹھ	جناب مولٰنا مولوی عبد السمیع صاحب
۵	شہر میرٹھ	جناب مولٰنا مولوی ناظر حسن صاحب اندر کوٹ مدرسہ اسلامیہ
۶	مرادآباد	جناب حاجی اکبر صاحب مہتمم مدرسہ اسلامیہ
۷	دہلی	جناب مولوی کرامت اللہ صاحب ہندوراؤ کا باڑہ

دعاے خیر کا طالب

محمد سعید عفی عنہ مہتمم مدرسہ صولتیہ

مکہ معظمہ عرب ۱۳ صفر ۱۳۱۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیّات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہٗ ونشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ ونشہد ان سیدنا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ۔ اما بعد فقیر امداد اللہ الحنفی الچشتی سب مسلمانون کی خدمت مین خصوصاً جو اس فقیر سے ربط و تعلق رکھتے ہین عرض رسا ہے کہ یہ امر مسلّمات سے ہے کہ باہمی اتفاق باعث برکات دنیوی و دینی اور نااتفاقی موجب مضرت دنیوی و دینی ہے اور آجکل بعض مسائل فرعیّہ مین ایسا اختلاف واقع ہوا ہے جس سے طرح طرح کے شرور و فتن پیدا ہو رہے ہین اور خواص کا وقت اور عوام کا دین ضائع ہو رہا ہے حالانکہ اکثر امور مین محض نزاع لفظی ہے اور مقصود متحد چونکہ عموماً مسلمانون کی اور خصوصاً اپنے تعلق دارون کی یہ حالت دیکھکر نہایت صدمہ ہوتا ہے اسلیئے فقیر کے دلمین آیا کہ مسائل مذکورہ کے متعلق مختصر سا مضمون قلمبند کر کے شائع کر دیا جاوے امید قوی ہے کہ یہ نزاع و جدال رفع ہو جاوے۔ ہرچند کہ اسوقت مین اختلافات اور مختلفین کثرت سے ہین مگر فقیر نے اونھین مسائل کو لیا جنمین اپنی جماعت کے لوگ مختلف تھے دو وجہ سے اول تو کثرت اختلافات اس درجہ پہونچی ہے کہ اوسکا احاطہ مشکل ہے۔ دوسرے ہر شخص سے امید قبول نہین اور اپنی

جماعت مین جو اختلافات ہین اولاً وہ معدود و دوسرے امید قبول غالب پس ایسے مسائل
جنمین ان صاحبون مین زیادہ قیل وقال ہے سات ہین پانچ عملی دو علمی ترتیب بیان مین
اسکا لحاظ رکھا ہے کہ جنمین سب سے زیادہ گفتگو ہے اوسکو مقدم رکھا جسمین اوس سے کم ہے اوسکے
بعد علیٰ ہذا القیاس اور اپنا مشرب اور ایسے مسائل مین جو عملدرآمد مناسب ہے نیز لکھدیا گیا حق تعالیٰ
سے امید ہے کہ یہ تحریر باعث رفع فساد باہمی ہوجاوے اور حضرات بھی اگر اسکو قبول فرماکر منتفع ہون تو دعا سے
یاد فرماوین اور کوئی صاحب اس تحریر کے جواب کی فکر نکرین مقصود میرا مناظرہ کرنا نہین۔ واللہ ولی التوفیق

پہلا مسئلہ مولد شریف کا

اسمین تو کسی کو کلام ہی نہین کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ و
سلم موجب خیرات و برکات دنیوی و اخروی ہے صرف کلام بعض تعینات و تخصیصات و تقییدات
مین ہے جنمین بڑا امر قیام ہے بعض علما ان امور کو منع کرتے ہین لقولہ علیہ السلام کل بدعۃ ضلالۃ
اور اکثر علما اجازت دیتے ہین لاطلاق دلائل فضیلۃ الذکر اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اوسکو
کہتے ہین کہ غیر دین کو دین مین داخل کرلیا جاوے کما یظہر من التامل فی قولہ علیہ السلام من احدث
فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد الحدیث پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصودہ
نہین سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر انکے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور ہیئت مسببہ
کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہین مثلاً عمل قیام کو لذاتہا عبادت نہین اعتقاد کرتا مگر تعظیم
ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سے اوسکی یہ ہیئت
معین کرلی اور مثلاً تعظیم ذکر کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر کسی مصلحت سے خاص ذکر ولادت کا
وقت مقرر کرلیا اور مثلاً ذکر مولد کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر بمصلحت سہولیت دوام یا اور کسی

مصلحت سے ۱۲ ربیع الاول مقرر کرلی اور کلام تفصیل مصالح مین ازبس طویل ہے ہر محل مین
جدا مصلحت ہے رسائل مولدیہ مین بعض مصالح مذکور بھی ہین اگر تفصیلاً کوئی مطلع نہو تو مصلحت ائمہ دین اور
پیشین کا اقتدا ہی اوسکے نزدیک مصلحت کافی ہے ایسی حالت مین تخصیص مذموم نہین تخصیصات
اشغال و مراقبات و تعینات رسوم مدارس و خانقاجات اسی قبیل سے ہین اور اگر ان تخصیصات
کو قربت مقصودہ جانتا ہے مثل نماز و روزہ کے تو بیشک اوسوقت یہ امور بدعت ہین مثلاً یون
اعتقاد کرتا ہے اگر تاریخ معین پر مولد نہ پڑھا گیا یا قیام نہوا یا بخور و شیرینی کا انتظام نہوا تو ثواب
ہی نہ ملا تو بیشک یہ اعتقاد مذموم ہے کیونکہ حدود شرعیہ سے تجاوز ہے جیسے عمل مباح کو حرام اور
ضلالت سمجھنا بھی مذموم ہے غرض دونون صورتون مین تعدی حدود ہے اور اگر ان امور
کو ضروری بمعنی واجب شرعی نہین سمجھتا بلکہ ضروری بمعنی موقوف علیہ بعض البرکات جانتا ہے
جیسے بعض اعمال مین تخصیص ہوا کرتی ہے کہ اونکی رعایت نہ کرنے سے وہ اثر خاص مترتب نہین
ہوتا مثلاً بعض عمل کھڑے ہوکر پڑھے جاتے ہین اگر بیٹھکر پڑھین وہ اثر خاص نہوگا اس اعتبار
سے اوس قیام کو ضروری سمجھا جاتا ہے اور دلیل اس توقف کے موجدان اعمال کا تجربہ یا
یا کشف و الہام ہے اسی طرح کوئی شخص عمل مولد کو بہیئت کذائیہ موجب بعض برکات یا آثار کا
اپنے تجربے سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنی کر قیام کو ضروری سمجھے
کہ یہ اثر خاص بدون قیام نہوگا اسکے بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہین اور اعتقاد ایک امر باطن ہے
اسکا حال بدون دریافت کیے ہوے یقیناً معلوم نہین ہوسکتا محض قرائن تخمینیہ سے کسی پر
بدگمانی کرنا اچھا نہین مثلاً بعض لوگ تارکین قیام پر ملامت کرتے ہین تو ہرچند کہ یہ ملامت بیجا ہے
کیونکہ قیام شرعاً واجب نہین پھر ملامت کیون بلکہ اس ملامت سے شبہ اصرار کا ہوتا ہے جسکی
نسبت فقہا نے فرمایا ہے کہ اصرار سے مستحب بھی معصیت ہوتا ہے مگر ہر ملامت سے قیاس کرلینا

کہ یہ شخص معتقد وجوب قیام کا ہے درست نہین کیونکہ ملامت کی بہت سی وجہین ہوتی ہین کبھی اعتقاد وجوب ہوتا ہے کبھی محض مخالفت رسم وعادت خواہ عادت دنیوی ہو یا مبنی کسی سبب دینی پر ہو کبھی وجہ ملامت یہ ہوتی ہے کہ وہ فعل اوس لائم کے زعم مین خواہ زعم صحیح ہو یا فاسد کسی قوم بد عقیدہ کا شعار ٹھہر گیا ہے اس فعل سے وہ شخص استدلال کرتا ہے کہ یہ بھی انھین لوگون مین ہے اسلیے ملامت کرتا ہے مثلاً کوئی بزرگ مجلس مین تشریف لاوین اور سب لوگ تعظیم کو کھڑے ہو جاوین ایک شخص بیٹھا رہے تو اوسپر ملامت اسوجہ سے کوئی نہین کرتا کہ تونے واجب شرعی ترک کیا بلکہ اسوجہ سے کہ وضع مجلس کی مخالفت کی یا مثلاً ہندوستان مین عموماً عادت ہے کہ تراویح مین جو قرآن مجید ختم کرتے ہین شیرینی تقسیم کرتے ہین اگر کوئی شیرینی تقسیم نکرے تو ملامت کرینگے مگر صرف اسیوجہ سے کہ ایک رسم صالح کو ترک کیا یا مثلاً بحق کہنا کسی زمانے مین مخصوص معتزلہ کے ساتھ تھا کوئی ناواقف کسی شخص کو بحق کہتا ہوا سنکر اس خیال سے ملامت کرتا کہ یہ شخص بھی اسی قسم کا ہے اور اوس سے اوسکے دوسرے عقائد پر استدلال کر کے مخالفت کرتا بہرحال صرف ملامت کو دلیلِ اعتقاد وجوب ٹھہرانا مشکل ہے اور فرضاً کسی عامی کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام فرض و واجب ہے تو اس سے صرف اوسکے حق مین بدعت ہوجائیگا جن لوگون کا یہ اعتقاد نہین اونکے حق مین مباح و مستحسن رہیگا۔ مثلاً بعض متشددین رجعت قہقری کو ضروری سمجھتے ہین تو کیا یہ رجعت سب کے حق مین بدعت ہوجاویگی اور بعض اہلِ علم صرف جاہلون کی بعض زیادتیان دیکھکر جیسے موضوع روایات پڑھنا گانا وغیرہ وغیرہ جیسا کہ مجالس جہلا مین واقع ہوتا ہے عموماً سب موالید پر ایک حکم لگا دیتے ہین یہ بھی انصاف کے خلاف ہے مثلاً بعض واعظین موضوع روایات بیان کرتے ہین یا اونکے وعظ مین بوجہ اختلاط مردون عورتون کے کوئی فتنہ ہوجاتا ہے تو کیا تمام مجالس وعظ ممنوع ہوجاوینگی ع

بہر کیف تو کچھ ہی راسوز شہ رہا یہ اعتقاد کہ مجلس مولد مین حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم
رونق افروز ہوتے ہین اس اعتقاد کو شرک وکفر کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر ممکن ہے
عقلاً و نقلاً بلکہ بعض مقامات پر اسکا وقوع بھی ہوا ہے رہا یہ شبہ کہ آپکو کیسے علم ہوا یا کئی جگہ
کیسے ایک وقت مین تشریف فرما ہوئے یہ ضعیف شبہ ہے آپکے علم و روحانیت کی وسعت
جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اوسکے آگے یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے علاوہ اسکے
اللہ کی قدرت تو محلِ کلام نہین اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اپنی جگہہ تشریف رکھین اور
درمیانی حجاب اوٹھ جاوین بہرحال ہر طرح یہ امر ممکن ہے اور اس سے آپکی نسبت
اعتقادِ علمِ غیب لازم نہین آتا جو کہ خصائصِ ذاتِ حق سے ہے کیونکہ علمِ غیب وہ ہے
جو مقتضا ذات کا ہے اور جو باعلامِ خداوندی ہے وہ ذاتی نہین بالسبب ہے وہ مخلوق کے
حق مین ممکن بلکہ واقع ہے اور امر ممکن کا اعتقاد شرک وکفر کیونکر ہوسکتا ہے البتہ ہر ممکن
کے لیے وقوع ضروری نہین ایسا اعتقاد کرنا محتاج دلیل ہے اگر کسی کو دلیل مل جاوے
مثلاً خود کشف ہوجاوے یا کوئی صاحبِ کشف خبر دیوے تو اعتقاد جائز ہے ورنہ بے دلیل
ایک غلط خیال ہے غلطی سے رجوع کرنا اوسکو ضرور ہے مگر شرک وکفر کسی طرح نہین ہوسکتا۔
پس تحقیق مختصر اس مسئلے مین یہ ہے جو مذکور ہوئی۔ اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفلِ مولد مین
شریک ہوتا ہون بلکہ ذریعۂ برکات سمجھکر اپنے گھر پر ہر سال منعقد کرتا ہون اور قیام مین
لطف و لذت پاتا ہون رہا عملدرآمد جو اس مسئلے مین رکھنا چاہیے وہ یہ ہے کہ ہرگاہ یہ
مسئلہ اختلافی ہے اور ہر فریق کے پاس دلائل شرعی بھی ہین گو قوت و ضعف کا فرق
ہو جیسا اکثر مسائلِ اختلافیہ فرعیہ مین ہوا کرتا ہے پس خواص کو تو یہ چاہیے کہ جو اونکو
تحقیق ہوا ہو اوسپر عمل رکھین اور دوسرے فریق کے ساتھ بغض و کینہ نہ رکھین نفرت

وتحقیر کی نگاہ سے اوسکو دیکھین نہ تفسیق وتضلیل کرین بلکہ اس اختلاف کو مثل اختلاف حنفی شافعی
کے سمجھین اور باہم ملاقات ومکاتبت وسلام وموافقت ومحبت کے رسوم جاری رکھین اور
تردید ومباحثہ سے خصوصاً بازاریون کے ہذیانات سے کہ منصب اہل علم کے خلاف ہے
پرہیز رکھین بلکہ ایسے مسائل مین نہ فتوے لکھین نہ مہر ودستخط کرین کہ فضول ہے اور
ایک دوسرے کی رعایت رکھے مثلاً اگر مانع قیام عامل قیام کی محفل مین شریک ہوجاوے
تو بہتر ہو کہ اوس محفل مین قیام نہ کرین بشرطیکہ کسی فتنہ کا برپا ہونا محتمل نہو اور جو قیام
ہو تو مانع قیام بھی اوسوقت قیام مین شریک ہوجاوے اور عوام نے جو غلو اور زیادتیان
کر لین ہین اوسکو نرمی سے منع کرین اور یہ منع کرنا اون لوگون کا زیادہ مفید ہوگا جو
خود مولد وقیام مین شریک ہوتے ہین اور جو مانع اصل کے ہین اونکو سکوت مناسب ہے
ایسے امور مین مخاطبت ہی نکرین اور جہان ان امور کی عادت ہو وہان مخالفت
نہ کرین جہان عادت نہو وہان ایجاد نکرین غرض فتنے سے بچین قصہ حطیم اسکی دلیل
کافی ہے اور مجوزین مانعین کے منع کی تاویل کر لیا کرین کہ یا تو اونکو یہی تحقیق ہوا ہوگا
یا انتظاماً منع کرتے ہونگے کہ بعض موقع پر اصل عمل سے منع کرین تب غلو سے بچتے ہین اگرچہ
اسوقت مین یہ تدبیر اکثر غیر مفید ہوتی ہے اور جو مانع ہین وہ مجوزین کی تجویز کی تاویل
کر لیا کرین کہ یا تو اونکو تحقیق یہی ہوا ہے یا غلبہ محبت سے یہ عمل کرتے ہین اور حسن ظن
بالمسلمین کی وجہ سے لوگونکو بھی اجازت دیتے ہین اور عوام کو چاہیے کہ جس عالم کو متدین
ومحقق سمجھین اوسکی تحقیق پر عمل کرین اور دوسرے فریق کے لوگون سے تعرض نکرین
خصوصاً دوسرے فریق کے علما کی شان مین گستاخی کرنا چھوٹا منہ بڑی بات کا مصداق
ہے غیبت وحسد سے اعمال حسنہ ضائع ہوتے ہین ان امور سے پرہیز کرین اور تعصب وعداوت سے بچین

اور ایسے مضامین کی کتابین اور رسالے مطالعہ نہ کیا کرین کہ یہ کام علما کا ہے عوام کو علما سے
بدگمانی اور مسائل مین شبہہ پیدا ہوتا ہے اور اس مسئلے مین جو تحقیق اور عملدرآمد تحریر کیا گیا ہے
کچھ اس مسئلے کے ہی ساتھ مخصوص نہین نہایت مفید اور کارآمد مضمون ہے جو اکثر مسائلِ
اختلافیہ خصوصاً جنکا یہان ذکر ہے اور جو اِنکے امثال ہین مثل مصافحہ یا معانقہ عیدین یا
مصافحہ بعد وعظ و بعد نماز فجر و عصر یا نماز ہاے پنجگانہ و تکرار تہلیل بعد نماز پنجگانہ اور قدمبوسی
و پابوسی اور انکے سوا بہت امور ہین جنمین اسوقت شور و شر پھیل رہا ہے ان سب امور مین اِس مضمون کا
لحاظ رکھنا مفید ہوگا کہ سب اسی قاعدے پر مبنی ہین فاحفظہ تنتفع انشاء اللہ تعالے

دوسرا مسئلہ فاتحہ مُرّوجہ کا

اسمین بھی وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولد مین مذکور ہوئی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ نفس ایصالِ ثواب
بارواح اموات مین کسیکو کلام نہین اسمین بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب
فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہین بلکہ کوئی مصلحت باعث تقیید ہیئت کذائیہ ہے
تو کچھ حرج نہین جیسا بمصلحت نماز مین سورتِ خاص معین کرنے کو فقہاے محققین نے جائز کہا ہے
اور تہجد مین اکثر مشائخ کا معمول ہے اور تامل سے یون معلوم ہوتا ہے کہ سلف مین تو یہ عادت تھی کہ
مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کرلی متاخرین مین کسی کو
خیال ہوا کہ جیسے نماز مین نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقتِ قلب و لسان کے لیے عوام
کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسی طرح یہان اگر زبان سے کہہ لیا جاوے کہ یا اللہ اِس کھانے کا
ثواب فلان شخص کو پہنچ جاوے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اِسکا مشارالیہ اگر روبرو
موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک عام ہے

اِسکے ساتھ اگر کچھ کلامِ الٰہی بھی پڑھا جاوے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اوس کلام کا
ثواب بھی پہنچ جاویگا کہ جمع بین العبادتین ہے ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار
قرآن مجید کی بعض سورتین بھی جو لفظون مین مختصر اور ثواب مین بہت زیادہ ہین پڑھی جانے
لگین کسی نے خیال کیا کہ دعا کے لیے رفع یدین سُنّت ہے ہاتھ بھی اوٹھانے لگے کسی نے
خیال کیا کہ کھانا جو کسی مسکین کو دیا جاویگا اوسکے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے پانی پلانا
بھی بڑا ثواب ہے اوس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا پس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہوگئی
رہا تعیین تاریخ یہ بات تجربے سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت مین معمول ہو
اوسوقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے اور نہین تو سالہا سال گذر جاتے ہین
کبھی خیال بھی نہین ہوتا اسی قسم کی مصلحتین ہر امر مین ہین جنکی تفصیل طویل ہے محض بطور
نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ذہین آدمی غور کرکے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے
اِنمین بعض اسرار بھی ہین پس اگر صرف یہی مصالح بناء تخصیص ہون تو کچھ مضائقہ نہین
رہا عوام کا غلو اوّلاً اوسکی اصلاح کرنا چاہیے اس عمل سے کیون منع کیا جاوے ثانیاً
انکا غلو اہلِ فہم کے فعل مین موثر نہین ہوسکتا لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ - رہا شبہ تشبہ کا اِسمین
بحث از بس طویل ہے مختصر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبہ اوسوقت تک رہتا ہے جبتک
وہ عادت اوس قوم کے ساتھ ایسی مخصوص ہو کہ جو شخص وہ فعل کرے اوسی قوم سے
سمجھا جاوے یا اوسپر حیرت ہو اور جب دوسری قومون مین پھیل کر عام ہو جاوے تو
تو وہ تشبہ جاتا رہتا ہے ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قومون سے ماخوذ ہین
مسلمانون مین اس کثرت سے پھیل گئے کہ کسی عالم و درویش کا گھر بھی اوس سے خالی
نہین - یہ امور بند و موم نہین ہوسکتے قصہ تطہیر اہل قبا کا اِسمین کافی حجت ہے البتہ جو ہیئت

عام نہین ہوئی وہ موجبِ تشبہ ہے اور ممنوع - لیکن ہیئتِ مروجہ ایصال کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہین - اور گیارھوین حضرت غوثِ پاک قدس اللہ سرہٗ کی دسوان بیسوان چہلم ششماہی - سالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبد الحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہمنی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور حلواے شب برات اور دیگر طرق ایصالِ ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہین - اور مشربِ فقیر کا اس مسئلے مین یہ ہے کہ فقیر پابند اس ہیئت کا نہین ہے مگر کرنے والون پر انکار نہین کرتا - اور جو عملدرآمد اس مسئلے مین رکھنا چاہیے یعنی دو فریقون کا باہم مل جلکر رہنا اور مباحثہ وقیل وقال نکرنا اور ایک دوسرے کو وہابی بدعتی نہ کہنا اور عوام کو غلو اور جھگڑون سے منع کرنا یہ سب بحثِ مولد مین گذر چکا

تیسرا مسئلہ عرس وسماع

لفظِ عرس ماخوذ اس حدیث سے ہے نم کنومة العروس یعنی بندہ صالح سے کہا جاتا ہے کہ عروس کیطرح آرام کر کیونکہ موت مقبولانِ الٰہی کے حق مین وصالِ محبوبِ حقیقی ہے اس سے بڑھکر کون عروسی ہوگی - چونکہ ایصالِ ثواب بروحِ اموات مستحسن ہے خصوصاً جن بزرگون سے فیوض وبرکات حاصل ہوئے ہین اونکا زیادہ حق ہے اور اپنے پیر بھائیون سے ملنا موجبِ ازدیادِ محبت وتزایدِ برکات ہے اور نیز طالبون کا یہ فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش مین مشقت نہین ہوتی بہت سے مشایخ رونق افروز ہوتے ہین اونمین جس سے عقیدت ہو اوسکی غلامی اختیار کر لے اسلیے مقصود ایجادِ رسمِ عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلے کے لوگ ایک تاریخ مین جمع ہوجاوین باہم ملاقات بھی ہوجاوے اور صاحبِ قبر کی روح کو قرآن وطعام کا ثواب بھی پہنچایا جاوے یہ مصلحت ہے تعیینِ یوم

ہین رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اسمین اسرار مخفیہ ہین اونکا اظہار ضرور نہین چونکہ
بعض طریقون مین سماع کی عادت ہے اسلیے تجدید حال وازدیاد ذوق وشوق کے لیے
کچھ سماع بھی ہونے لگا پس اصل عرس کی اس قدر ہے اور اسمین کوئی حرج معلوم
نہین ہوتا بعض علمانے بعض حدیثون سے بھی اسکا استنباط کیا ہے رہ گیا شبہ حدیث
لا تتخذوا قبری عیدًا کا سو اوسکے صحیح معنی یہ ہین کہ قبر پر میلہ لگانا اور خوشیان کرنا اور
زینت وآراستگی و دھوم دھام کا اہتمام یہ ممنوع ہے کیونکہ زیارت مقابر واسطے عبرت
اور تذکر آخرت کے ہے نہ غفلت وزینت کے لیے اور یہ معنی نہین کہ کسی قبر پر جمع ہونا
منع ہے ورنہ مدینہ طیبہ قافلون کا جانا واسطے زیارت روضۂ اقدس کے بھی منع ہوتا
وہذا باطل پس حق یہ ہے کہ زیارت مقابر انفرادًا واجتماعًا دونون طرح جائز اور ایصال
ثواب قرات وطعام بھی جائز اور تعیین تاریخ بمصلحت بھی جائز سب بلکہ بھی جائز رہا
رہا یہ شبہ کہ وہان پکار کر سب قرآن پڑھتے ہین اور آیۂ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا کی مخالفت
ہوتی ہے سو اولًا تو علمانے لکھا ہے کہ خارج نماز کے یہ امر استحباب کے لیے ہے ترک
مستحب پر اتنا شور وغل نامناسب ہے ورنہ لوگون کا مکاتیب مین پڑھنا بھی ممنوع ہوگا
دوسرے اگر کسی کو یہی تحقیق ہو کہ یہ وجوب عام ہے تو اصل عمل کے منع کرنے سے یہ بہتر
ہے کہ یہ امر تعلیم کر دیا جاوے یہی جواب ہے سوم مین قرآن پکار کر پڑھنے کا البتہ جس
مجلس مین امور منکرہ مثل رقص مروج وسجدہ قبور وغیرہ ہون اوسمین شریک نہونا
چاہیے۔ رہا مسئلہ سماع کا یہ بحث ازبس طویل ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے
سماع محض مین بھی اختلاف ہے سب مین محققین کا یہ قول ہے کہ اگر شرائط جواز مجتمع ہون
اور عوارض مانعہ مرتفع ہون تو جائز ہے ورنہ ناجائز کما فصلہ الامام الغزالی رحمہ اللہ

اور سماع بالآلات مین بھی اختلاف ہے بعض لوگون نے احادیث منع کی تاویلین
کی ہین اور نظائر فقہیہ پیش کیے ہین چنانچہ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے
اپنے رسالہ سماع مین اسکا ذکر فرمایا ہے مگر آداب و شرائط کا ہونا باجماع ضروری ہے
جو اسوقت مین اکثر مجالس مین مفقود ہے مگر تاہم ع خدا پنج انگشت یکسان نکرد
بہرحال وہ احادیث خبر واحد ہین اور محتمل تاویل گو تاویل بعید ہی ہو اور غلبۂ حال
کا بھی احتمال موجود ایسی حالت مین کسی پر اعتراض کرنا ازبس دشوار ہے۔ مشرب فقیر
اس امر مین یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر و مرشد کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب کرتا ہون
اوّل قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت مین وسعت ہوئی مولد پڑھا جاتا ہے
پھر ماحضر کھانا کھلا دیا جاتا ہے اس سب کا ثواب بخش دیا جاتا ہے اور نہ واندا مو فقیر
کی عادت نہین نہ کبھی سماع کا اتفاق ہوا نہ خالی نہ بالآلات مگر دل سے اہل حال
پر کبھی اعتراض نہین کیا۔ ہان جو محض ریاکار و مدعی ہو وہ بُرا اگر یقین اسکی کہ فلان
شخص ریاکار ہے یا بحثِ شرعیہ نادرست ہے اسمین بھی عملدرآمد فریقین کا یہی ہونا چاہیے
جو اوپر مذکور ہوا کہ جو لوگ نہ کرین اونکو کمال اتباع سُنت کا شائق سمجھین جو کرین
اونکو اہلِ محبت مین سے جانین اور ایک دوسرے پر انکار نکرین جو عوام کے غلو ہون
اونکا لطف و نرمی سے انسداد کرین

چوتھا مسئلہ ندای غیر اللہ کا

اسمین تحقیق یہ ہے کہ ندا سے مقاصد و اغراض مختلف ہوتے ہین کبھی محض اظہار
شوق کبھی تحسر کبھی منادی کو سُنانا کبھی اوسکو پیغام پونہچانا سو مخلوق غائب کو

پکارنا اگر محض واسطے تذکر اور شوقِ وصال اور حسرتِ فراق کے ہے جیسے عاشق اپنے محبوب کا
نام لیا کرتا ہے اور اپنے دل کو تسلّی دیا کرتا ہے اسمین تو کوئی گناہ نہین مجنون کا قصہ مثنوی مین لکہا ہے
ع دید مجنون را یکے صحرا نورد ٭ در بیابانِ غمش بنشستہ فرد ٭ ریگ کاغذ بود و انگشتان قلم ٭
می نوشتی بہرِ کس نامہ رقم ٭ گفت ای مجنونِ شیدا چیست این ٭ می نویسی نامہ بہرِ کیست این ٭
گفت مشقِ نامِ لیلی میکنم ٭ خاطرِ خود را تسلّی می کنم ٭ ایسی ندا صحابہ سے بکثرت روایات مین منقول
ہے کما لایخفی علی المتبحر المتتبع انتہٰی اور اگر مخاطب کا اسماع یعنی سنانا مقصود ہے تو اگر تصفیہ باطن
سے منادیٰ کا مشاہدہ کر رہا ہے تو بھی جائز ہے اور اگر مشاہدہ نہین کرتا لیکن سمجھتا ہے کہ فلان ذریعے
سے اوسکو یہ خبر پونہچ جاویگی اور وہ ذریعہ ثابت بالدلیل ہو تب بھی جائز ہے مثلاً ملائکہ کا درود شریف
حضورِ اقدس مین پونہچانا احادیث سے ثابت ہے اس اعتقاد سے کوئی شخص الصلوٰۃ والسلام
علیک یا رسول اللہ کہے کچھ مضائقہ نہین اور اگر نہ مشہود ہو نہ پیغام پونہچانا مقصود ہو نہ پیغام
پونہچنے کا کوئی ذریعہ دلیل سے موجود ہو وہ ندا ممنوع ہے مثلاً کسی ولی کو دور سے ندا کرنا اسطرح
کہ اوسکو سنانا منظور ہے اور وہ روبرو نہین نہ ابھی تک اس شخص کو یہ امر ثابت ہوا کہ اونکو کسی
ذریعے سے خبر پونہچیگی یا ذریعہ متعین کیا مگر اوسپر کوئی دلیل شرعی قائم نہین یہ اعتقاد افترا علی اللہ
اور دعوائے علمِ غیب ہے بلکہ مشابہ شرک کے ہے اگرچہ بے دھڑک اوسکو شرک و کفر کہدینا جرات ہے کیونکہ
اللہ تعالی اگر اوس بزرگ کو خبر پونہچا دے ممکن ہے اور ممکن کا اعتقاد شرک نہین مگر چونکہ امکان
کو وقوع لازم نہین اسلیے ایسی ندا لایعنی کی اجازت نہین ہے البتہ جو ندا نص مین وارد ہے مثلاً
یا عباد اللہ اعینونی وہ بالاتفاق جائز ہے اور یہ تفصیل حق عوام مین ہے اور جو اہلِ خصوصیت
ہین اونکا حال جدا ہے اور حکم بھی جدا کہ اونکے حق مین یہ فعل عبادت ہو جاتا ہے جو خواص مین
سے ہوگا خود سمجھ لیگا بیان کی حاجت نہین بیان سے معلوم ہو گیا حکم وظیفہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کا

لیکن اگر شیخ کو متصرف حقیقی سمجھے تو منجر الی الشرک ہے ہان اگر صرف وسیلہ و ذریعہ جانے یا ان
الفاظ کو بابرکت سمجھکر خالی الذہن ہوکر پڑھے کچھ حرج نہین یہ تحقیق ہے اِس مسئلے مین اب
بعض علما اِس خیال سے کہ عوام فرقِ مراتب نہین کرتے اِس ندا سے منع کرتے ہین اونکی نیت
بھی اچھی ہے انما الاعمال بالنیات الحدیث۔ مگر مصلحت یون ہے کہ اولاً تو ندا کرنے والا اگر سمجھدار
ہو تو اوسپر حسن ظن کیا جاوے اور جو محض عامی جاہل ہو تو اوس سے دریافت کیا جاوے اگر
اوسکے عقیدے مین کوئی خرابی ہو تو اوسکی اصلاح کردیجاوے اور اگر کسی وجہ سے اصل عمل سے
منع کرنا مصلحت ہو بالکل روک دیا جاوے۔ لیکن ہر موقع پر اصل عمل سے منع کرنا مفید نہین
ہوتا۔ ایک بات کہ وہ بھی بہت جگہہ کار آمد ہے یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص
کسی عمل فاسد مین مبتلا ہو اور بہ قرائن قویہ سے یقین ہو کہ یہ شخص اصل عمل کو ہرگز ترک نکریگا تو
اوس موقع پر نہ تو اصل عمل کے ترک کرنے پر اوسکو مجبور کرے کہ بجز فساد و عناد کوئی ثمرہ نہین
نہ اوسکو بالکل مہمل و مطلق العنان چھوڑ دے کہ شفقت و اخوتِ اسلامی کے خلاف ہے
بلکہ اصل عمل کی اجازت دیکر اوسمین جو خرابی ہو اوسکی اصلاح کردے کہ اسمین امیدِ قبول اغلب
ہے حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا حکم ہے اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ اور رسومِ جاہلیت
کے شیوع کے وقت جو احکام شرعیہ مقرر ہوئے ہین اونمین غور کرنے سے اِس قاعدے کی
تائید ہوتی ہے۔ مشرب اِس فقیر کا یہ ہے کہ ایسی ندا میرا معمول نہین ہان بعض اشعار مین
ذوق و شوق سے صیغۂ ندا برتا گیا۔ اور عملدرآمد وہی رکھنا چاہیے جو اوپر تین مسئلون کو رہوا

پانچوان مسئلہ جماعت ثانیہ کا

یہ مسئلہ سلف سے مختلف فیہ ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے کراہت و امام ابو یوسف سے

بعض شرائط کے ساتھ جواز منقول ہے اور ترجیح و تصحیح دونون جانب موجود ہے اِین
بھی گفتگو کو طول دینا نازیبا ہے کیونکہ جانبین کو گنجائشِ عمل ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ دونون
قول مین یون تطبیق دیجاوے کہ اگر جماعتِ اولی کاہلی اور سستی سے فوت ہوگئی ہے اور
جماعتِ ثانیہ مین شرکت سے منع کرنا اس شخص کے لیے موجب زجر و تنبیہ ہوگا تو اوسکے
لیے جماعۃ ثانیہ کی کراہت کا حکم کیا جاوے اور قائلین بالکراہت تعلیل تقلیل جماعت اولی
سے یہی معلوم ہوتا ہے اور اگر کسی معقول عذر سے پہلی جماعت رہگئی تو دوسری جماعت کے
ساتھ پڑھنا تنہا پڑھنے سے بہتر ہے یا کوئی شخص ایسا لاابالی ہے کہ جماعت ثانیہ سے منع کرنا
اوسکے حق مین کچھ بھی موجبِ زجر نہوگا بلکہ تنہا پڑھنے کو غنیمت سمجھیگا کہ جلدی سے چار ٹکرین
مارکر رخصت ہوگا تو ایسے شخص کو منع کرنے سے کیا فائدہ بلکہ جماعت کے ساتھ نماز
نماز پڑھنے سے کسی قدر تعدیل و اطمینان سے ادا کریگا۔ علی ہذا اس مسئلے مین بھی
ایسا ہی رکھنا چاہیے کہ ہر فریق دوسرے فریق کو عمل بالدلیل کی وجہ سے محبوب
رکھے اور جہان جماعتِ ثانیہ نہوتی ہو وہان تنہا پڑھ لے خواہ مخواہ جماعت نکرے
اور جہان ہوتی ہو وہان شریک ہو جاوے مخالفت نکرے۔ یہ پانچ مسئلے تو عملی تھے
اب دو مسئلے علمی باقی رہگئے ہین وہ مرقوم ہین

چھٹا ساتوان مسئلہ امکانِ نظیر و امکانِ کذب کا

اِن دونون مسئلون کی تحقیق تفصیلی کا سمجھنا موقوف علمِ حقائق پر ہے اور از بس
دقیق ہے مگر مجملاً دو چیزون کا اعتقاد رکھنا چاہیے ایک اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے دوسرے سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ یعنی اللہ تعالے تمام

عیوب ونقائص سے مثل خلف القول واخبار غیر واقع وغیرہما ان سب سے
پاک ہے۔ رہا یہ تحقیق کرنا کہ کون چیز مفہوم شئے مین داخل ہے کہ اوسپر قادر کہا
جاوے اور کون چیز عیب ونقصان سے ہے کہ اوس سے تبریہ کیا جاوے سو جس
جگہہ دلائل متعارض ہون وہان اس تحقیق کے ہم مکلّف نہین بلکہ بوجہ نازک ہونیکے
ایسے مسائل کے یون معلوم ہوتا ہے کہ انمین قیل وقال اور زیادہ تفتیش کرنا عجب
نہین کہ منع ہو دیکھیے تقدیر کا مسئلہ چونکہ پیچیدہ ومجمع اشکالات تھا اوسمین گفتگو کرنے سے
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر سخت ممانعت فرمائی سو اس ممانعت کی علت
یہی دقت واشکال ہے سو ان دو مسئلون مین بھی جب بوجہ تعارض ظاہری ادلۂ عقلیہ
ونقلیہ کے اشکال شدید ہے تو قیل وقال کرنے کی کیسے اجازت ہوگی۔ اسی مضمون کا
خواب فقیر کے ایک متعلق نے دیکھا جسکو فقیر نے بہت پسند کیا اس سے بہتر کوئی علاج
نہین اور جو طبع آزمائی کے لیے گفتگو ہی کرنا ضرور ہے تو زبانی خلوت مین ہو اور اگر تحریر
کی حاجت ہو تو خط کافی ہے نہ کہ رسالے اور کتابین۔ اور اگر اسیکا شوق ہے تو عربی عبارت
ہونا چاہیے تاکہ عوام خراب نہون اور عوام کیلیے تو بالتعیین سکوت ہی ضروری ہے تمام ہوا الحمد للہ جو کچھ لکھنا تھا

وصیت

اور اس تمام تحقیق کے بعد بھی فقیر کی یہ وصیت ہے کہ ظنیات مین اپنے علم تحقیق پر وثوق نکرین
سورۂ فاتحہ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ بہت خشوع سے پڑھا کرین اور ہر نماز کے بعد رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا
پڑھکر دعا کیا کرین اور اپنے اوقات معاش ومعاد کے ضروری کامون مین خصوص تزکیۂ
نفس وتصفیۂ باطن مین صرف کرین اور اہل اللہ کی صحبت وخدمت اختیار کرین خصوص

عزیزی جناب مولوی رشید احمد صاحب کے وجود با برکت کو ہندوستان مین غنیمت کبرے ونعمت عظمی سمجھکر اونسے فیوض وبرکات حاصل کرین کہ مولویصاحب موصوف جامع کمالات ظاہری وباطنی کے ہین اور اونکی تحقیقات محض للّٰہیت کی راہ سے ہین ہرگز اوسمین شائبۂ نفسانیت نہین یہ وصیت تو مولویصاحب کے مخالفین کو ہے اور جو موافق اور معتقد ہین اونکو چاہیے کہ مولویصاحب کی مجلس مین ایسے قصّون کا تذکرہ نہ کیا کرین اور اپنے جھگڑون مین اونکو شریک نہ کیا کرین۔ اور سب پر لازم ہے کہ مُفت کی بحث وتکرار مین عمر عزیز کو تلف نکرین کہ یہ حجاب ہے محبوب حقیقی سے ؎ چہ خوش گفت بہلولِ فرخندہ خو * چو بگذشت برعارفِ جنگجو * گرین مدّعی دوست بشناختی * بہ پیکار دشمن نہ پرداختی * وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین فقط



فقیر امداد اللہ چشتی فاروقی

اشعار مثنوی معنوی در تمثیل اختلاف از حقیقت ناشناسی

پیل اندر خانهٔ تاریک بود ‌‌ ‌ عرضه را آورده بودندش هنود

از برای دیدنش مردم بسی ‌ ‌ اندر آن ظلمت همی شد هر کسی

دیدنش با چشم چون ممکن نبود ‌ ‌ اندر آن تاریکیش کف می بسود

آن یکی را کف بخرطوم اوفتاد ‌ ‌ گفت همچون ناودانستش نهاد

آن یکی را دست بر گوشش رسید ‌ ‌ آن برو چون بادبیزن شد پدید

آن یکی را کف چو بر پایش بسود ‌ ‌ گفت شکل پیل دیدم چون عمود

آن یکی بر پشت او بنهاد دست ‌ ‌ گفت خود این پیل چون تختی بدست

همچنین هر یک بجزوی چون رسید ‌ ‌ فهم آن می کرد هر جا می شنید

از نظرگه گفتشان بُد مختلف ‌ ‌ آن یکی دالش لقب داد این الف

در کف هر کس اگر شمعی بُدی ‌ ‌ اختلاف از گفتشان بیرون شدی

چشم حس همچون کف دستست و بس ‌ ‌ نیست کف را بر همه آن دسترس

التماس مدیر مطبع

حامداً و مصلیاً - عاجز عبد الواحد مہتمم مطبع انتظامی واقع کانپور ناظرین با تمکین ارباب
انصاف و دراز اعتساف کیخدمت میں ملتمس ہے کہ عنایت ایزدی سے ان دنوں مطبع ہذا کو
یہ شرف حاصل ہوا - کہ رسالۂ ہذا تصنیف لطیف و تالیف منیف حضرت اقدس و الاجاہ
آیۃ کبری من آیات اللہ مولٰنا الشیخ الحافظ الحاج محمد امداد اللہ صاحب مہاجر و نزیل حرم
محترم مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً لا زالت شموس فیوضہم بازغۃ و بدور افاداتہم طالعۃ بتوسط
مجمع الفضائل و الکمالات جناب حاجی مولوی محمد سعید صاحب سلمہ اللہ تعالے
مہتمم مدرسہ صولتیہ بنا کردہ حضرت مولانا مولوی محمد رحمت اللہ صاحب
قدس اللہ تعالی سرہ مکہ معظمہ سے چھپنے کے واسطے پہونچا - جس پر مطبع
ہذا فخر کرتا ہے - یہ ایسا عجیب رسالہ ہے کہ ہر طالب علم و سالک طریق کے
پاس رہنا اِسکا ضروری ہے - اصل تحریر مہری و دستخطی حضرت مصنف
ممدوح الذکر کی مطبعِ ہذا میں محفوظ ہے تا یقین ملاحظہ فرما سکتے ہیں -

نیاز مند

عبد الواحد پروپرائٹر انتظامی پریس کانپور

مقام پریڈ کوٹھی شیخ ولایت علی صاحب مرحوم

مورخہ ۲۵ - رجب سنہ ۱۳۱۲ھ